Misconception: Islam and The Quran orders hands to be cut off for theft

غلط فہمی : اسلام اور قرآن چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتے ہیں

سوال کے مطابق ایک آیت دی گئی ہے پھر ایک مباحثہ پیش کیا جائے گا۔ یہ بات غور کرنی چاہیے کہ تمام سزاؤں کی طرح جو ایک معاشرئے کے اراکین سے متعلق ہو ، وہ صرف تب ہی قابل نفاذ سمجھی جائیں گی اگر اس طرح کا معاشرہ قرآن کے قوانین کے مطابق کنٹرول کیا جاتا ہو۔ اس طرح کے ایک ایسے معاشرئے میں ، مومنوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کریں [2 : 177 ، 2 : 215 ، 2 : 219 ، 5 : 89 ، 59 : 7] ۔

" اور جو مرد ،اور عورت، چور ہو، تو ان کا ہاتھ کاٹو، ان کے کیے کا بدلہ، اللہ کی طرف سے سزا، اور اللہ غالب، حکمت والا ہے ۔ تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرئے سنور جائے، تو اللہ اپنی مہر پہ اس پر رجوع فرمائے گا۔ بےشک، اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔" [5 : 38 – 39]

مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ اسطرح کیا جاتا ہے جس کا مطلب ہے کہ چور کے جسمانی طور پر ہاتھ یا ہاتھوں کو کاٹ دیا جائے ، تاہم جبکہ یہ تفہیم کا ایک نظریاتی امکان ہے ، جب تمام معلومات کا جائزہ لیا جاتا ہے تو صرف یہ ایک ہی کئی امکانات کے ساتھ ہے ، پس مذکورہ بالا ترجمہ۔ سب سے پہلے، اس بات پر غور کرناچاہیے کہ آیت واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ جو کوئی بھی چوری کا ارتکاب کرئے لیکن اس کے بعد توبہ کرئے اور نیکوکار ہو جائے ، تب یہ خدا کے حضور قابل قبول ہے ، تب اس صورت حال میں کسی بھی قسم کی سزا کا انتظام نہیں کیا جائے گا ۔ اس کا یقینی طور پر ان لوگوں پر اطلاق کیا جائے گا جنھوں نے یہ جرم کیا پھر انھوں نے کوشش کی اور اپنے کیے پر نادم ہوئے۔ اس کو ثابت کرنے کے لیے، نیچے دی گئی آیت ملاحظ فرمائیں جس میں سزا دئیے جانے کا موازانہ معافی سے کیا جا رہا ہے ۔

" اور کچھ مؤقف رکھے گئے اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرئے یا ان کی توبہ قبول کرئے۔ اور اللہ علم ،و حکمت والا ہے۔" [9 : 106]

اور کس طرح توبہ کرنا اور اپنے آپ کو نیک بنانا ایک سچی توبہ کے قبول ہونے کے عمل کو ظاہر کرتا ہے، پس اس تصور کا نفاذ کرنا کہ سچی \ خالص توبہ قابل قبول ہے:

" اور جو توبہ کرئے اور اچھے کام کرئے، تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا۔"

[25 : 71]

5 : 38 میں عربی لفظ " اقطعو " کا ترجمہ " کاٹ " دینے کے طور پر کیا گیا ہے اور قرآن میں 14 دیگر جگہوں پر (قطع) کی ایک جیسی فعلی حالت کو استعمال کیا گیا ہے ، ماسوائے 59 : 5 کے اور ممکنہ طور پر 69 : 46 میں بھی تمام جگہوں پر اس کا مطلب " تعلقات منقطع کرنا " یا خاتمے کے غیر جسمانی یا استعاری ایکشن کے طور پر لیا جاتا ہے [2 : 27 ، 3 : 127 ، 6 : 45 ، 7 : 72 ، 8 : 7 ، 9 : 121 ، 13 : 25 ، 15 : 66 ، 22 : 15 ، 27 : 32 ، 29 : 29 ، 56 : 33] ۔

(قطع) کا ماخوذ جسکو فعل کی دوسری حالت میں پڑھا جاتا ہے وہ 17 دفعہ موجود ہے ۔ یہ حالت تعدد یا شدت کا اظہار کرتی ہے ، اس کا استعمال دونوں معنوں میں کیا گیا ہے جسمانی طر پر ہاتھ کاٹ دینا [5 : 33 ، 7 : 24 ، 20 : 71 ، 26 : 49 ، 13 : 31] اور استعاری طور پر منقطع کر دینا [2 : 166 ، 6 : 94 ، 7 : 160 ، 7 : 167 ، 9 : 110 ، 47 : 15 ، 47 : 22 ، 21 : 93 ، 22 : 19 ، 25 : 53] اس کے ساتھ ساتھ جسمانی لحاظ سے کاٹ دینا \ ضرب لگانا [12 : 31 ، 12 : 50]۔ یہ غور کرنا دلچسپ ہے کہ اگرچہ کہ 12 : 31 میں اس فعل کی انتہائی حالت کو استعمال کیا گیا ہے اور دونوں " کاٹ " دینا اور

" ہاتھوں " دونوں کو اکھٹا استعمال کیا گیا ہے ، اس کا ہرگز مطلب " کاٹ دینا " نہیں ہے - 5 : 38 میں اس فعل کی انتہائی کم حالت استعمال کی گئی ہے -

دوئم، یہ کہ قرآن میں " ہاتھوں" کے لیے استعاری \ علم بیان کی ایک صفت کے انداز میں لفظ (ایدہ) استعمال کیا گیا ہے [اس کی کچھ مثالیں 2 : 195 ، 2 : 237 ، 3 : 3 ، 3 : 73 ،5 : 67 ، 6 : 93 ، 8 : 70 ، 9 : 29 ، 22 : 88 ، 28 : 47 ، 30 : 36 ، 38 : 45 ، 48 : 10 ، 48 : 24 ، 111 : 1] ، اور اکثر اس کا مطلب طاقت \ مال و اسباب کے طور پر لیا جاتا ہے - یہ بات بھی غور کرنی چاہیے کہ اس لفظ کا عربی جمع صیغے میں مطلب 3 یا اس سے زیادہ ہاتھ ہیں، جبکہ صرف دو لوگوں کا حوالہ دیا گیا ہے : چور مرد اور چور عورت - بعض لوگ اس پر تبصرہ کرتے ہیں کہ ہاتھ کاٹنے کے لیے جمع کے صیغے کا استعمال عام تشریح کے لیے مسائل کا سبب بنا ہوا ہے۔

پس ، یہ ممکن ہے کہ چوروں کے لیے سزا کے تین متبادل طریقوں کو سمجھا جائے ، (1) ان کے ہاتھوں کو کاٹ دینا، یا (2) ان کے ہاتھوں کو کاٹ دینا یا نشان لگانا ، یا (3) ان کے چوری کرنے کے ذریعوں کو ختم کرنا یا جرم کے ارتکاب کی وجہ سے ان کے ہاتھوں کو کاٹنا - یہ معاشرئے پر منحصر ہے کہ وہ ان میں سے کسی ایک طریقہ کار کا انتخاب کریں یا ان کا مجموعہ جو جرم کی شدت اور ان کی سزا کو نافذ کرنے پر منحصر ہے -

تاہم یہ کہنا چاہیے، کہ قرآن میں چوری کے بارئے میں صرف ایک فعال مثال ہے، جس میں چوری کرنے والے مجرم کو حراست میں لینے کے لیے آپشن 3 کا استعمال کیا گیا ہے ، تاکہ وہ چوری کے لیے ہرجانہ اداء کرنے \ تلافی کا کام کر سکے۔

بولے، "خدا کی قسم، تمھیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہ آئے، اور نہ ہم چور ہیں!"

بولے، "پھر کیا سزا ہے، اس کی اگر تم جھوٹے ہو؟"

بولے، اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں ملے، وہ ہی اس کے بدلےمیں غلام بنے۔ ہمارئے یہاں ظالموں کی یہ ہی سزا ہے۔" [12 : 73 – 75]

مزید برآں ، 12 : 79 اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ یوسف (جن کو 6 : 84 میں ایک ہدایت یافتہ اور نیکوکار کہہ کر پکارا گیا ہے) جو خدا کے قانون کے مطابق کام کر رہے تھے پس انھوں نے چوری کے الزام میں صرف ایک مجرم کو حراست میں لیا:

یوسف بولے : " خدا کی پناہ کہ ہم لیں مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا مال ملا۔ جب تو، ہم ظالم ہونگے۔" [12 : 79]

پس ، 5 : 38 کا ایک ممکنہ مطلب اس کو اس طریقے سے لاگو کرنا ہے جو یوسف کی مثال میں بیان کیا گیا ہے۔

اگر ہم 5 : 38 کا مطلب جسمانی طور پر ہاتھ کاٹ دینے یا چور کے ہاتھوں کو کاٹ دینے کے طور پر لیں تو اس سے ایک اہم مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے ، جب ہم یہ فرض کریں کہ اگر ایک شخص کے ہاتھ نہ ہو تو اس کے ساتھ کیا ہو گا یا اس سے پہلے کہ اس کو سزا دی جائے پس اس کے پاس کاٹوانے کے لیے \ نشان لگوانے یا کاٹوانے کے لیے مزید ہاتھ نہ ہو -

اسطرح، جب زنا ثابت ہونے پر کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے ، قرآن کہتا ہے کہ کسی بھی قسم کا رحم \ ہمدردی تمھیں ایسی سزا کو نافذ کرنے سے روک نہ دئے [24 : 2] ، لیکن کسی بھی آیت میں مبینہ ہاتھ کاٹنے کے طور پر ایسا نہیں کہا گیا، جب بہت سے لوگ اس سزا کو بدتر سمجھیں۔ یہ اس امکان کا اضافہ کرتی ہے ، کہ اس کا اسطرح مطلب نہیں لینا چاہیے -

آخر میں ، جس بھی تشریح کا آپ انتخاب کریں ، قرآن میں بار بار مساوات کے ذکر کرنے کے نظریے کو ذہن میں رکھنا چاہیے ، پس جرم کی مطابقت سے سزا دینی چاہیے ۔

"اور جو ایسے ہیں، کہ جب ان پر ظلم واقع ہوتا ہے، تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں۔ برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا، تو اس کا اجر الله پر ہے۔ بےشک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔" [42 : 40]

نتیجہ اخذ کرنے کے لیے ، تمام معلومات کو مدّنظر رکھا جاتا ہے ، یہ بات واضح ہے کہ جسمانی طور پر ہاتھ کاٹنا یا چور کے ہاتھوں کو کاٹ دینا اس کو سمجھنے کا صرف ایک یہ ہی امکان نہیں اور مساوات کے قانون کو مدّنظر رکھتے ہوئے صرف اہم چوری کے لیے مخصوص رکھا جائے گا جس کی وجہ سے دوسروں کر نقصان پہنچا۔ اگرایک مسلمان حکومت میں ہے ، جیسے کہ یوسف تھے، تو چور کے لیے اس سزا کو لاگو کیا جا سکتا ہے جیسے کہ یوسف نے کیا ، تب وہ ایک ہدایت یافتہ اور ایک نیکوکار کی مثال کی پیروی کریں گے جیسے کہ قرآن بیان کرتا ہے۔